قرآن وحدیث[۱]

قصۂ آدم وحوّا قرآن میں

سید جلال الدین عمری

اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ خاص سے ایک مخلوق پیدا کی۔ اس میں اپنی روح پھونکی اور اسے اشیاء کا علم عطا کیا۔ یہ مخلوق تھی تو خاکی لیکن فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ اس کے سامنے سر جھکا دیں۔ اس کے لئے زمین و آسمان اور بحر و بر مسخّر کر دیئے گئے۔ اسے غیر معمولی قوتیں اور صلاحیتیں عطا کی گئیں۔ اور ساری مخلوقات میں اس کا تفوق اور برتری قائم کر دی گئی۔ یہ تھے حضرت آدم علیہ السلام۔ لیکن ان کی شخصیت میں ایک خلا تھا اس خلا کو پر کرنے کے لئے انھیں ایک جوڑے کی ضرورت تھی۔ ورنہ ان کی شخصیت ادھوری رہ جاتی۔ چنانچہ یہ جوڑا بھی فراہم کیا گیا۔ یہ جوڑا ان ہی سے نکالا گیا تھا۔ کیونکہ کوئی دوسری نوع یا دوسری مخلوق جو ان کی ساخت اور فطرت سے مناسبت نہ رکھتی ہو ان کا جوڑا نہیں بن سکتی تھی۔ ہمیں نہیں معلوم کہ حضرت آدم علیہ السلام سے ان کا یہ جوڑا کیونکر نکالا گیا؟ ہو سکتا ہے یہ قدرت کا کوئی غیر معمولی کرشمہ ہو اور اسکا بھی امکان ہے کہ اس بات کی تعبیر ہو کہ جن اجزاء سے حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر تیار ہوا تھا اور جن صفات اور خصوصیات کے وہ حامل تھے وہی اجزاء اور خصوصیات ان کے جوڑے میں بھی تھیں۔ بہر حال یہ جوڑا ایسا تھا جس سے حضرت آدم علیہ السلام کو سکون، چین اور راحت ملی۔ یہ حضرت حوّا تھیں۔

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا (الاعراف ۱۸۹)	وہ اللہ ہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اسکے پاس سکون حاصل کرے

اب ان کی زندگی کا سفر ساتھ ساتھ شروع ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں رکھا گیا۔ حوّا ساتھ تھیں۔ دونوں کو جنت کی نعمتوں سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی اجازت تھی۔ صرف ایک

[۱] اس عنوان کے تحت کسی ایک موضوع سے متعلق قرآن اور حدیث کی تعلیمات وقتاً فوقتاً پیش کی جاتی رہیں گی۔

صرف ایک درخت تھا جس کے قریب پھٹکنے سے بھی منع کیا گیا تھا۔ لیکن شیطان نے انھیں دھوکا دیا اور انھوں نے اس شجر ممنوعہ کا پھل کھا لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں اس لباس سے محروم ہوگئے جو جنت میں عطا کیا گیا تھا۔ اور وہاں کے پتوں سے اپنے جسم کو چھپانے پر مجبور ہوگئے۔

فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۔ (الاعراف: ۲۲)

پھر جب انھوں نے اس درخت کا مزا چکھا تو ان کے سامنے ان کی شرمگاہیں کھل گئیں اور وہ اپنے اوپر (ستر پوشی کے لئے) جنت کے پتے جوڑنے لگے۔

غلطی دونوں سے ہوئی تھی لہٰذا سرزنش بھی دونوں ہی کو کی گئی۔

وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

ان کے رب نے پکارا کہ کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت سے نہ روکا تھا اور نہ کہا تھا کہ شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔

آدمؑ اور حواؑ دونوں ہی کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور انھوں نے اللہ سے معافی چاہی۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف: ۲۳)

دونوں نے کہا اے ہمارے رب ہم نے اپنے اوپر زیادتی کی اگر تو ہم کو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ فرمائے تو ہم ضرور تباہ ہو جائیں گے۔

ان کی توبہ قبول ہوئی اور ان کو زمین پر بھیج دیا گیا اور یہ بتا دیا گیا کہ شیطان ان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ وہ ان کا دشمن ہے اور انھیں اللہ کی عبادت سے پھیرنے کی مسلسل کوشش کرے گا۔

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۔ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ (الاعراف: ۲۴)

اللہ نے فرمایا تم (یہاں سے زمین پر) اتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ تمہارے لئے زمین ہی میں رہنے کی جگہ ہے اور ایک خاص وقت تک زندگی کا سامان ہے۔ اسی میں تم زندہ رہو گے، اسی میں مرو گے اور اسی سے نکالے جاؤ گے۔

اس کے ساتھ انھیں یہ بھی بتا دیا گیا کہ شیطان انھیں گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت اور رہنمائی بھی ضرور فرمائے گا۔ اس ہدایت کی پیروی کرنے والے انعام و اکرام کے

مستحق ہوں گے اور جو اس کی خلاف ورزی کریں گے ان پر خدا کا عتاب نازل ہوگا چنانچہ ارشاد ہے۔

قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○ (البقرہ ۳۸، ۳۹)

ہم نے انھیں حکم دیا۔ اتر جاؤ تم سب یہاں سے، پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے تو جو میری ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لئے نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور جو اس کا انکار کریں گے اور ہماری آیتوں کی تکذیب کریں گے وہ آگ میں جانے والے ہیں۔ اسمیں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

ان ہدایات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آدم وحوا کو زمین پر بھیج دیا۔ ان دونوں سے یہاں ان کی نسل چلی۔ ان جیسے بے شمار مرد اور عورتیں پیدا ہوئیں۔ ان کے درمیان رشتے اور تعلقات قائم ہوئے مختلف قومیں اور قبیلے وجود میں آئے اور آدم وحوا کی اولاد پورے روئے زمین پر پھیل گئی۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ○ (النساء:۱)

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے ذریعہ تم ایک دوسرے سے مدد طلب کرتے ہو اور رشتوں کا احترام کرو۔ بے شک اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

انسانِ اول اور اس کے جوڑے کی تخلیق، جنت میں ان کے قیام، ان کی غلطی، ان کی توبہ، شیطان کی ان سے عداوت، خدا کی طرف سے ان کی ہدایت کا انتظام، زمین پر ان کی آمد اور ان کی نسل کے پھیلنے کا قرآنِ مجید نے جس طرح ذکر کیا ہے اس میں کہیں سے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ان میں سے کون برتر ہے اور کون کمتر ہے، کس کا درجہ اونچا اور کس کا مقام پست اور فروتر ہے۔ یہ پوری داستان آدم وحوا کے گرد اس طرح گھومتی ہے کہ وہ ایک حیثیت اور ایک درجہ کے معلوم ہوتے ہیں۔

بائبل میں بھی حضرت آدم وحوا کا یہ واقعہ بیان ہوا ہے۔ لیکن اس سے حضرت حوا کی بالکل

ایک دوسری ہی تصویر ہمارے سامنے آتی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ نسل انسانی کے پہلے فرد حضرت آدمؑ جنت میں عیش و راحت کی زندگی گذار رہے تھے کیونکہ وہ خدا کے فرمانبردار تھے لیکن ان کی بیوی حوا نے انھیں سب سے پہلے خدا کی نافرمانی پر اکسایا اور ان کو ایک ایسا پھل کھلایا جس کے کھانے سے خدا نے انھیں روکا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خدا کی نعمتوں سے محروم کر دیئے گئے اور ان کو مشقت اور تکلیف کی زندگی نصیب ہوئی۔

عہدنامہ قدیم میں ہے کہ جب خدائے تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے دریافت کیا کہ "کیا تو نے اس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے تجھ کو حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا؟" تو آدمؑ نے جواب دیا کہ "جس عورت کو تو نے میرے ساتھ کیا ہے اس نے مجھے اس درخت کا پھل دیا اور میں نے کھایا۔"

تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حوّا سے کہا:

"میں تیرے دردِ حمل کو بہت بڑھاؤں گا تو درد کے ساتھ بچے جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا" (پیدائش ۳:۱۶)

دوسرے الفاظ میں حوّا نے آدمؑ کو گمراہ کر کے جس جرم کا ارتکاب کیا تھا خدا کی طرف سے اس جرم کی یہ سزا ملی کہ وہ حمل اور ولادت کی تکلیف میں مبتلا کی گئی۔ اور ہمیشہ کے لئے اس پر مرد کا اقتدار اور غلبہ قائم کر دیا گیا اب قیامت تک مرد، عورت پر حکومت کرتا رہے گا۔

قرآن مجید میں ایک اور جگہ اس واقعہ کا جس طرح ذکر کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمؑ و حوّا زندگی کے سفر میں گو ساتھ تھے لیکن ذمہ دار حضرت آدمؑ تھے۔ حضرت حوّا نے جو کچھ کیا ان کی تبعیت میں کیا۔ اس سے خود بخود اس خیال کی تردید ہو جاتی ہے کہ حضرت حوّا نے حضرت آدم کو گمراہ کیا تھا۔

ارشاد ہے:

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ۝ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ	ہم نے اس سے پہلے آدم کو تاکید کر دی تھی لیکن وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں عزم نہیں پایا۔ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کو سجدہ کر دو تو وہ سجدے میں گر پڑے مگر ابلیس نے انکار کر دیا ہم نے کہا اے آدم! یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے

فَتَشْقٰى ۰ إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوْعَ
فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۵ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا
فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۰ فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ
الشَّيْطَانُ قَالَ يَآ اٰدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ
عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَا يَبْلٰى ۰
فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا
وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ
وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ
فَغَوٰى ۰ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ
عَلَيْهِ وَهَدٰى ۰ قَالَ اهْبِطَا
مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج
فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ
هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ۰ وَمَنْ
أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَإِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً
ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَعْمٰى ۰
قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ أَعْمٰى وَقَدْ
كُنْتُ بَصِيْرًا ۰ قَالَ كَذٰلِكَ أَتَتْكَ
اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ
تُنْسٰى ۰ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ أَسْرَفَ
وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ وَلَعَذَابُ
الْاٰخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقٰى ۔

(طٰہٰ ۱۱۶ ۔ ۱۲۸)

کہیں یہ جنت سے تم دونوں کو نہ نکال دے اور تم مصیبت میں پڑجاؤ۔ یہاں تمہارے لئے ہر طرح کی آسائش ہے کہ تمہیں نہ بھوک ستاتی ہے نہ تم برہنہ رہتے ہو، نہ پیاس لگتی ہے اور نہ گرمی پریشان کرتی ہے شیطان نے اس کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ اے آدم کیا میں تمہیں وہ درخت نہ بتاؤں کہ جس کے کھانے سے تم ہمیشہ زندہ رہو اور ایسی بادشاہی تمہیں ملے جو کبھی ختم نہ ہو (بس وہ اس کے دھوکے میں آگیا) اور وہ (اور اس کی بیوی) دونوں اس درخت کا پھل کھا گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فوراً ان کی شرمگاہیں ان کے سامنے کھل گئیں اور وہ جنت کے پتوں سے انھیں چھپانے لگے (اس طرح) آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور راہ راست سے بھٹک گیا۔ پھر اس کے رب نے اسے چن لیا اس کی توبہ قبول کی اور اسے راہ دکھائی۔ ارشاد ہوا اترجاؤ تم سب یہاں سے۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ پھر اگر تمہارے پاس میری ہدایت پہونچے تو جو شخص میری ہدایت پر چلے گا وہ نہ گم راہ ہوگا اور نہ مصیبت میں پڑے گا اور جو میری نصیحت سے اعراض کرے گا اسکے لئے تنگی کی زندگی ہوگی اور ہم اسے قیامت میں اندھا بنا کر اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا اے رب تو نے مجھے اندھا بنا کر کیوں اٹھایا جبکہ میں دیکھنے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اسی طرح ہماری آیتیں تم تک پہنچی تھیں لیکن تو نے انھیں بھلا دیا۔ اسی طرح آج تو بھلایا جارہا ہے۔

اس طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ہر اس شخص کو جو حد سے بڑھ
جائے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اور آخرت
کا عذاب زیادہ سخت اور باقی رہنے والا ہے ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے پہلے ہی روز کہہ دیا تھا کہ شیطان ان کا اور ان کی بیوی کا دشمن ہے ۔ اس لئے انھیں ہوشیار رہنا چاہئے کہ کہیں وہ ان کو اور ان کی بیوی کو دھوکے میں نہ ڈال دے اور وہ جنت اور اس کی نعمتوں سے محروم نہ ہو جائیں ۔ یہ اندیشہ صحیح ثابت ہوا ۔ حضرت آدمؑ کو جس درخت کے قریب جانے سے منع کیا گیا تھا، اس کے بارے میں شیطان نے انھیں بتایا کہ اس درخت میں کوئی خرابی نہیں ہے اس سے تو انسان کو حیات جاودانی اور عیشِ دوام ملتا ہے ۔ اسی وجہ سے اللہ نے اس سے منع بھی کیا ہے ۔

حضرت آدمؑ اس کے دھوکے میں آگئے ۔ شجر ممنوعہ کا پھل کھا لیا ۔ اس کے نتیجہ میں جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دیئے گئے ۔ یہ واقعہ جس طرح بیان ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خطاب بھی اصلاً حضرت آدمؑ ہی سے تھا ۔ اور شیطان نے بھی اصلاً حضرت آدم ہی کو ورغلایا اور دھوکے میں ڈالا، اور انھوں نے شجر ممنوعہ کا پھل کھا لیا ۔ ان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو انھوں نے فوراً توبہ کی ۔

حضرت آدمؑ سے جو غلطی ہوئی تھی اس میں بلا شبہ حضرت حوّا بھی شریک تھیں اور توبہ بھی انھوں نے کی لیکن قرآن مجید نے حضرت آدمؑ کی غلطی اور توبہ کا تو مستقل ذکر کیا ہے لیکن حضرت حوّا کی غلطی کا اس نے الگ سے ذکر تک نہیں کیا ہے ۔ باقی رہا ان کا حضرت آدمؑ کو گمراہ کرنا تو ان کا ذکر کرنا کیا معنی اس کی طرف قرآن نے کوئی اشارہ تک نہیں کیا ہے ۔